پروفیسر محمد یٰسین ظفر
(پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

عہد ساز شخصیت

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين۔ وبعد:

یہ 1970 کی بات ہے جب میں دینی تعلیم کے لیے مدرسہ دارالقرآن والحدیث جناح کالونی فیصل آباد داخل ہوا۔ تعلیمی سال کے پہلے دو ماہ گزر کر چکے تھے۔ نصاب میں شامل تمام کتب کا تعارف اور مصنفین کے حالات اساتذہ بیان کر چکے تھے۔ ان میں سیرت النبی ﷺ کے لیے نصاب میں داخل مختصر کتاب، مہر نبوت تھی۔ جس کی تدریس کے فرائض مولانا عبدالقیوم صاحب سرانجام دیا کرتے تھے۔ اس کی مختصر عبارت پڑھی جاتی جس کی تفصیل سے استاد محترم آگاہ فرماتے۔ کتاب کے مندرجات تقریباً زبانی یاد ہو گئے تھے۔ مجھے تعجب ہوتا تھا کہ اتنی مختصر کتاب لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر سوچتا کی شاید یہ کسی بڑی کتاب کا خلاصہ ہے۔ تو درسی کتب میں شامل کر لیا گیا۔ البتہ ٹائیٹل پر قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا نام درج تھا۔ لیکن کبھی بھی یہ جاننے کی کوشش نہ کی کہ یہ کون صاحب ہیں۔ اور ان کے حالات زندگی کیا ہیں۔ تفصیل سے بالکل نا آشنا تھا۔ سال مکمل ہوا۔ دوسرے سال کے نصاب میں رحمۃ العالمین تھی۔ اس کے ٹائیٹل پر بھی فاضل مصنف کا نام قاضی محمد سلیمان منصور پوری درج تھا۔ نصاب شروع ہوا۔ تو استاد محترم نے مصنف کا مختصر تعارف بھی کرایا۔ لیکن اپنے بچپن، لاپرواہی، شعور کی غیر پختگی کی وجہ سے اہمیت نہ دی۔ اسی طرح ماہ و سال گزرتے چلے گئے۔ بعض مواقع پر بزرگوں سے قاضی صاحب مرحوم کی بعض باتیں واقعات سننے کو ملتیں تو حیرانگی ہوتی۔ لیکن تفصیل سے ان کے حالات پڑھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا۔ باوجود کہ تاریخ اور سوانح حیات میرا پسندیدہ موضوع رہا ہے۔

لیکن چند ماہ قبل دارالکتب السلفیہ سے محترم حماد صاحب جامعہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے ازارہ

عنایت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی کتاب ''تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' اپنے دستخط کے ساتھ بطور ہدیہ پیش کی۔ جسے بالاستیعاب پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، کتاب میں جہاں قاضی صاحب کی زندگی کے واقعات باعث کشش تھے۔ وہاں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا اسلوب نگارش بھی بڑا سبب بنی۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب دینی، علمی، ادبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ وہ بلاشبہ عصر حاضر کے ممتاز مورخ، لاجواب ادیب، مایہ ناز سوانح نگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہے۔ بلا کا حافظہ ان کے زہد وتقویٰ اور معصیت سے اجتناب کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ماضی کے واقعات کو پانی کی روانگی کی طرح بیان کرنے کا منفرد اسلوب رکھتے ہیں۔ اور قاری کی انگلی پکڑ کر اپنا ہمسفر بناتے ہیں۔ مختلف وادیوں، چمستانوں اور خوبصورت گلستانوں کی خوبصورت سیر کراتے ہیں۔ مجال ہے کہ اس طویل سفر میں کسی کو اکتاہٹ محسوس ہو۔ اور وہ انگلی چھڑانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ ملکہ دیا ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں ایسی دلچسپی برقرار رکھتے ہیں کہ پڑھنے والا پورے تجسس کے ساتھ مطالعہ میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے حالات زندگی کو جس طرح انہوں نے مرتب کیا۔ اور جس جانفشانی سے تمام واقعات کو یکجا کیا ہے۔ لائق تحسین ہے۔ قاضی ساحب کے خاندان، ان کی پرورش، تعلیم وتربیت زندگی کے مختلف مراحل انکے حسن اخلاق ومروت، سرکاری ملازمت، بحیثیت جج وقانون دان، ہمعصر علماء اور دانشوروں سے تعلقات، علمی کارنامے، زہد وتقویٰ، پاکیزگی اور طہارت، مختلف سفروں کی روئیداد خصوصاً سفر حج، غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور لطف وکرم، اور ان کے مختلف اور نایاب خطبات کا بہت دلنشین انداز میں ذکر کیا ہے۔ جسے مختلف کتب اور راویوں سے سن کر ترتیب دیا گیا ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی شخصیت کا ایسا تصور ذہن میں آتا ہے۔ جس کے مطابق وہ انتہائی وجیہ، باوقار، بارعب، مہذب سلیقہ شعار اور لاتعداد اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں۔ جن کا علمی قد ہمالیہ جیسا سر بلند نظر آتا ہے۔ جن کا زہد وتقویٰ اور دل کی پاکیزگی، شفاف چشمے سے ابلتے پانی کی مانند دیکھائی دیتا ہے۔ ایسی مسحور کن اور دلنواز ہستی کہ جن کی صحبت اور رفاقت میں رہنے والے بھی خوش نصیب اور خوش بخت...... اسلامی تہذیب کا چلتا پھرتا نمونہ، کیا عظمت اور شان ہے کہ جن کے لیے

امام مسجد نبوی خدمت بجالا رہے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے قاضی صاحب کی جوتیوں کو سیدھا کر رہے ہیں۔ جبکہ قاضی صاحب نے ان کے ہاتھوں کو پکڑا اور فرمایا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ جواب میں امام صاحب نے جو فرمایا وہ بھٹی صاحب کی زبانی سنیے۔ لکھتے ہیں۔

''آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ میں ایسا کس کے حکم سے کر رہا ہوں۔ فرمایا رات خوش بختی سے مجھے سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی خواب میں زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور مجھے عالم رویا میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''دیکھو محمد سلیمان میرا اپنا مہمان ہے اس کی ہر طرح عزت کرنا''

قاضی صاحب کی رسول اللہ ﷺ کی ساتھ محبت انتہائی درجے کی تھی۔ جس کا بین ثبوت آپ کی کتاب ''رحمۃ اللعالمین'' ہے۔ جس کی دوامی شہرت اور علمی اور عوامی حلقوں میں پذیرائی آپ کی للّٰہیت خلوص اور فناء فی رسول کی واضح دلیل ہے۔

قاضی صاحب کی سوانح حیات پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے ایک لمحے کو کس طرح علمی، دینی، دعوتی، اصلاحی، قانونی، رفاہی کاموں میں صرف کرتے تھے، صبح سے شام اور شام سے صبح کیسے مرتب اور منظم پروگرام ہوتے۔ جن میں باقاعدگی اور دوام ہوتا۔ اور اس محنت کا فیض عام ہوتا۔ سچی اور دل لگتی بات یہ ہے کہ آج ہم کس طرح وقت کی بے قدری کرتے ہیں۔ اور ہمارے اوقات میں بے برکتی کا یہ عالم ہے کہ ماہ سال گزر جاتے ہیں۔ ایک حلقہ درس بھی قائم نہیں کر سکتے۔ غیر مسلم تو کجا اپنے متاثر نہیں ہوتے اور کتاب یا مقالہ تو دور کی بات کسی خط کا جواب تک نہیں دے سکتے۔ مگر قاضی صاحب نے جیتے جی ایک لمحہ ضائع نہیں کیا۔ انہیں تقابل ادیان پر عبور حاصل تھا۔ دیگر مذاہب کی کتب کا نہ صرف مطالعہ کرتے۔ بلکہ ان کی کتب کو باقاعدہ کسی ماہر سے پڑھتے۔ بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سکھ گیانی جی قاضی صاحب کو اپنی کتاب گرنتھ پڑھاتے ہیں۔ قاضی صاحب گرنتھ پڑھتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ان مقامات کا جہاں توحید کا ذکر کیا گیا۔ قرآن مجید سے تقابل کرتے جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گرنتھ ختم ہوتے ہی گیانی جی آپ کے طرز تخاطب سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔

یوں تو قاضی صاحب بے شمار خوبیاں ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ بھٹی صاحب نے فرمایا ہے۔ لیکن ان

میں سے بعض ایسی ہیں جن سے انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً قاضی صاحب نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اور تعلیم وتربیت کے مراحل سے گزرے وہ مختلف مذاہب میں مقابلے کا دور تھا۔ ہندوستان میں لاتعداد مذاہب کے لوگ آباد تھے۔ جو اپنی تہذیبی اور ثقافتی شناخت رکھتے تھے۔ اور اپنے عقائد اور رسومات کو مبنی برحق سمجھتے تھے۔ ایسا ماحول علمی برتری کا متقاضی ہوتا ہے۔ تنافس کی فضا کو جنم دیتا ہے۔ اس کے لیے قاضی صاحب کی شخصیت انتہائی موزوں تھی۔ جنہوں نے اسلام کی ترجمانی اور نمائندگی کا حق ادا کردیا۔ اور دین اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے جو اسلوب اختیار کیا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ مختلف مذاہب اور ان کی ثقافت کے بارے میں قاضی صاحب ایک خزینہ تھے۔ مختلف ادیان پر معرفت حاصل کرنے کے لیے انہیں بے پناہ محنت کرنا پڑی۔ اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود اس میدان میں بھی کمال حاصل کیا۔ اور کسی مقام پر مسلمانوں کو شرمندہ نہ ہونے دیا۔ اور **وجادلھم باللتی ھی احسن** کی نہایت خوبصورت عملی شکل پیش کی۔ معترض کی بات کا بحوالہ جواب دیا۔ وہ عیسائی ہو یا ہندو، پارسی ہو یا آریہ سماج آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ ایسا ماحول جہاں مسابقت ہو۔ انسان میں تحصیل علم کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اور وہ اپنی تہذیب وثقافت کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت چکنا رہتا ہے۔ مسلسل اس جدوجہد میں رہتا ہے کہ کوئی اسے گھائل نہ کر جائے۔ آج ہماری کج فہمی، تنگ نظری، محدود سوچ کی واحد وجہ شاید یہی ہے کہ ہم ایک ایسے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں۔ جہاں مقابلہ اور مسابقت نہیں۔ یکسانیت کا شکار ہیں۔ اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ہم سے بڑھ کر کوئی دانشور اور عالم نہیں۔ اور ہماری قلم یا زبان سے نکلی بات حرف آخر ہے۔ زیادہ سے زیادہ واسطہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر سے ہوتا ہے۔ اور پوری بحث فضول اور لایعنی موضوعات پر ہوتی ہے۔ جس کا حاصل کچھ نہیں۔ ایسے میں کون علمی مباحث کے لیے پڑھے۔ چند معروف مسائل میں بھی عامیانہ بحث کرکے فخر محسوس کرتے ہیں۔

عیسائیت کے بارے میں قاضی صاحب مرحوم کی معرفت کا اندازہ اس خط سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے کسی پادری کے سوالوں کے جواب میں لکھا۔ خط کیا ہے۔ ایک مدلل رسالہ ہے جس میں ان تمام اعتراضات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ یہ خط ہر عالم کے زیر مطالعہ رہنا چاہیے۔ آپ نے اس

کے آخر میں لکھا ''اللہ تعالیٰ آپ کی تحقیق وتدقیق کا نیک پھل آپ کو عطا فرمائے گا'' بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ اس خط سے متاثر ہو کر پادری صاحب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اسلام کو قاضی صاحب کی مغفرت کا باعث بنائے۔ آمین۔

قاضی صاحب مرحوم گفتار کے شہسوار تھے ہی مگر کردار کے غازی بھی تھے۔ آپ کا طرز عمل ہی ایسا تھا۔ کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ غازی محمود، دھرم پال کا دوبارہ قبول اسلام کرنا آپ کے کمالات میں سے ایک ہے۔ وہ جہاں آپ کی وسعت نظری اور علمی وجاہت سے متاثر ہوئے۔ وہاں آپ کی علمی زندگی کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ غازی محمود، دھرم پال رقم طراز ہیں۔ ''ان کا طرز عمل کیا تھا؟ رات کو میں ان کے پاس ہی ہوتا تھا۔ شروع میں دو تین گھنٹے تو میری گہری نیند کے ہوتے تھے۔ اس کے بعد جب میری آنکھ کھلتی تو میں قاضی صاحب کو مصلے پر دیکھتا تھا۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ ہر انسان کے اندر سے ریڈی ایشن ہوتا رہتا ہے۔ جو اس کے اندرونی، روحانی حالات کو ظاہر کرتا ہے۔ گلاب یا چنبیلی کا پھول اڑ کر ہماری ناک پر نہیں آتا۔ مگر اس میں جو ریڈی ایشن ہوتا ہے وہ ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ جب ہم روحانیت میں پڑھے ہوئے کسی بزرگ کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں تو گو وہ خاموش ہوتا ہے۔ مگر اس کا ماحول اتنا پاکیزہ ہوتا ہے کہ اس کا خوامخواہ اثر پڑتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ جب قاضی صاحب مصلے پر ہوتے ہیں۔ تو میں ان کے گرد ریڈی ایشن یا نور کا ہالا دیکھتا ہوں۔ یہ ہالا ان کی تحریر وتقریر سے بڑھ کر مجھ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس وقت مجھ پر ایک قسم کی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے''

یہ تحریر میں نے نہ جانے کتنے مرتبہ پڑی اور اس پر غور کیا۔ اس کا ایک ایک جملہ نہ صرف درست ہے۔ بلکہ حقیقت کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔ بزرگوں کی صحبت کا اپنا ہی ایک اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف اس کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ اور وقت نکال کر بڑوں کی خدمت میں حاضر ہوتے اور توجہ حاصل کرتے تھے۔ مگر آج ہم اس کا اہتمام نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے بڑی خیر سے محروم رہتے ہیں۔

قاضی صاحب مرحوم کی متاثر کن زندگی کے تمام پہلو ایسے ہیں جن پر تفصیلی بات کرنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ آپ ایک آئیڈیل شخصیت کے مالک ہیں۔ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے آپ کا طرز عمل کو

اپنانے کی ضرورت ہے۔آپ کی خودداری، عملی وجاہت، اخلاق کی بلندی، لباس میں نفاست، مہمان نوازی، تحریر وتقریر میں جمال حد درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔آپ کی سوانح حیات کو پڑھ کر کوئی بھی شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قاضی صاحب مرحوم کے بارے میں علامہ سید سلمان ندوی مرحوم نے جن جذبات اور خیالات کا اظہار فرمایا ہے اسے پڑھ کر آپ کی شخصیت کے قد کاٹھ کا بخوبی علم ہوتا ہے۔مثلاً لکھتے ہیں ''کہ مرحوم میں روشن خیالی کے ساتھ روشن ضمیری اور دماغی قابلیت کے ساتھ روحانی کفیت یک جا تھی۔وہ علم کے ملا اور دل کے صوفی تھے۔صاف ستھرے رہتے تھے۔تبلیغ کے دلدادہ تھے۔صلح پسند اور خاکسار تھے۔اللہ تعالیٰ قاضی مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔اوران کے ساتھ ہم سب کی طرف سے مولانا اسحاق بھٹی صاحب کو جزاء خیر عطاء فرمائے جن کی مساعی اور کوشش سے ہم اپنے ممدوح سے متعارف ہوئے۔اورتذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا مطالعہ سہ بار کر چکے۔بلکہ اکثر احباب کو بھی توجہ دلائی کہ اپنے اسلاف کی زندگی کو دیکھنا چاہتے ہو تو اس کا مطالعہ ضرور کرو۔

حکیم محمد اشرف آزاد
ایم اے۔بی ایڈ
فاضل جامعہ سلفیہ
فاضل طب والجراحت

اشرف دواخانہ

تمام جسمانی' روحانی اور نفسیاتی امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

اوقات مطب عصر تا عشاء | تشریف لانے سے پہلے فون پر وقت لیں

041-8043876
0321-6639310
202 ر۔ب گٹی شرقی فیصل آباد